(۲۶)

جے تُو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

(فرمودہ ۱۲۔ جون ۱۹۱۴ء)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۔فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ[1]

اس کے بعد فرمایا:۔

انسان کی طبیعت پر گردونواح کا اثر بہت پڑتا ہے جس قسم کے لوگوں میں وہ رہے انہی کے خیالات، عادات واطوار کو وہ اختیار کر لیتا ہے اور جو اس کے سامنے رہے اس کا وہ عادی ہو جاتا ہے۔اور جن اشیاء کا وہ عادی نہ ہو اور جو چیز کبھی اس کے سامنے نہ آئی ہو اس کا وہ شروع میں ضرور مقابلہ کرتا ہے۔اور وہ چیز خواہ کیسی عمدہ ہو اس سے وہ کتراتا ہے اور ایسی چیز کو کرنا اسے دوبھر معلوم ہوتا ہے۔محکوم لوگوں میں ایک مدت کے بعد حکومت کی طاقت جاتی رہتی ہے اور وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ حکومت کس طرح کی جاتی ہے اور ایسے لوگوں کے سپرد اگر حکومت ہو جاوے تو وہ ڈرتے رہتے ہیں کہ مبادا ہم سے کوئی غلطی ہو جاوے۔تو وہ بالکل نہیں اُبھر سکتے۔

سکھوں کے زمانے میں مسلمانوں کو اذان دینے سے روک دیا گیا تھا۔ اب بعض جگہوں میں دیکھا ہے کہ حاکم بھی مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ اذان دو تو وہ چونکہ ڈرے ہوئے ہیں اس لئے اذان نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کے ایک مدت کے بعد حکومت کے قویٰ بالکل باطل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ وہ یروشلم کو جاویں تا شام کا ملک ان کے ہاتھ پر فتح ہو اور ان کو حکومت ملے۔ وہ چار سو سال یا اڑھائی سو سال فرعون کے ماتحت رہ کر طرح طرح کے ظلم سہنے کے عادی بن چکے تھے۔ اور ان میں حکومت کے قویٰ بالکل نہیں رہے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مدت باہر جنگل میں رکھا کہ وہ آزاد رہیں کسی کے ماتحت نہ ہوں۔ اور ان کے دلوں سے محکومیت کا خیال نکل جاوے اور محنت نہ کرنے سے ان کے قویٰ مضبوط ہو جاویں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو فرعون نے بنی اسرائیل پر اور زیادہ محنتیں اور مشقتیں ڈال دیں کہ بیکار رہنے سے ان کے خیالات ایسے ہو گئے ہیں اور یہ سلطنت لینا چاہتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعونیوں سے نجات دلوا کر آزاد کیا۔ اور ان پر بارشیں اتاریں اور بادلوں کے سائے بھیجے۔ غَمَامَ میرے خیال میں اس کے معنی بارش کے ہی ہیں۔ کیونکہ اگر ہر وقت بادل ہی بادل رہیں تب تو وہ لوگ تباہ ہو جاویں۔ اس سے مراد بارش ہی ہے کیونکہ آگے اس کے کھانے کا ذکر ہے اور وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے کثرت سے جانور پیدا کر دیئے۔

مَنّ۔ بلا محنت کے جو چیز مل جاوے۔ مختلف قسم کے پھل۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ کُھمبیاں بھی من ہیں کیونکہ یہ جنگل میں بکثرت پیدا ہو جاتی ہیں۔ قحط کے دنوں میں اکثر ایسی چیزیں بافراط پیدا ہوتی ہیں۔

سَلْوٰی۔ بٹیر اور تیتر یا ان کی قسم کا دوسرا کوئی جانور۔ جس سال زلزلہ آیا اور حضرت صاحب ان دنوں شہر سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ ان دنوں میں تیتر بہت کثرت سے پیدا ہو گئے تھے، بعد میں اتنے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ اب اہل کتاب کو اپنا احسان بتلاتا ہے کہ دیکھو ہم نے تمہیں ایسی ایسی نعمتیں دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہام ہوا تھا کہ۔

آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے [۲]

اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کیلئے آسمان سے دسترخوان آتا

تھا وہ دستر خوان کس طرح اُترتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں اور اپنا جان و مال سب خدا کا کر دیتے ہیں آسمان ان کیلئے برستا ہے۔ اور زمین ان کیلئے مختلف قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں پیدا کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے سہولت کے سامان ان کیلئے پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ایک مرتبہ امرتسر سے آرہے تھے بٹالے کو۔ راستہ میں دھوپ کی سخت تکلیف تھی یکہ میں بیٹھنے لگے (ریل نہیں تھی) تو ایک آدمی جو ہندو تھا وہ کود کر پہلے اندر جا بیٹھا اور اپنے موٹاپے سے تمام یکہ کو اندر سے روک لیا۔ اب حضرت صاحب کو دھوپ میں بیٹھنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً ایک بادل بھیج دیا جو امرتسر سے لے کر بٹالہ تک برابر آپ کے سر پر سایہ کرتا آیا۔ تو ہر ایک شخص جو خدا کیلئے اپنی رضا کو چھوڑ دے اور اللہ کی رضا کو مقدم رکھے خدا اس کیلئے سب سامان کر دیتا ہے۔

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاویں تو یہ زمین ان کی خادم بن جاوے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ رحمت کے سامان پیدا کر دے۔ ان بنی اسرائیل نے مصر کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑا۔ انہیں جنگل میں طرح طرح کی نعمتیں مل گئیں جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاوے اگرچہ تمام کی تمام دنیا اور تمام دُنیا کے بادشاہ اور ہر ایک فرد ان کا مخالف ہو جاوے اور ان کے مقابلہ کے لئے نکلے تو بھی وہ اسے ضرر نہ دے سکیں گے۔ کوئی طاقتور سے طاقتور دشمن بھی کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اسے ایک پل میں تباہ کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرو۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ غفلتوں اور سستیوں کو ترک کر دو۔ بس پھر خدا تعالیٰ تمہارا ہو گا تم اس کے ہو جاؤ۔

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو ۳؎

مسیح نے کہا ہے پہاڑ تمہارے اشارے سے چلنے لگیں اور پانیوں پر تمہاری حکومت ہو ۴؎ اس کا مطلب یہی ہے کہ پہاڑوں جیسے بڑے لوگ تمہارے کہے پر چلیں اور پانی جیسی خطرناک چیز جس میں انسان غرق ہو جاوے وہ تمہارے قابو میں آ جاوے مگر شرط یہی ہے کہ خلوص ہو۔ قوم موسیٰؑ نے تو اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ کو مانا اور اس کے ساتھ جنگل کو چلے گئے ان کے اس خلوص کی وجہ سے ان کو جنگل میں بھی نعمتیں ملیں۔ تو اس شہر میں جہاں کہ اس کے فضل کے بڑے بڑے وعدے ہیں یہاں ذرا سی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۔ ہم نے ان کو انعام دیئے اور ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ بُرے

اعمال کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

سو اگر تمہیں کوئی دکھ پہنچے تو وہ تمہارے ہی اپنے کئے کا پھل ہے خدا ظالم نہیں وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ کوئی سائل اگر کسی امیر سے کچھ مانگے تو وہ امیر اسے دے دیتا ہے خواہ وہ کسی وجہ سے دے۔ مگر اللہ تعالیٰ تو بلند شان والا ہے تم اس کے دروازے پر گر جاؤ وہ تمہیں دے گا۔ تم اس کے سامنے عاجزی کرو گے تو ردّ نہ کئے جاؤ گے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے میں نے تجربہ کیا ہے کہ اگر کسی کے دل میں تڑپ ہو اور سچی تڑپ کسی کام کیلئے ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور ضرور وہ کام کر دیتا ہے بلکہ بعض بعض باتیں سورج ابھی غروب نہیں ہوتا کہ اس سے پہلے پہلے ہی ہو جاتی ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ فلاں بزرگ کیلئے سورج کو روک دیا گیا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ جو کام وہ کرنا چاہتے تھے وہ خواہ کتنے دنوں میں ہونے والا ہو یا جو کام دس سال میں جا کر ہونا تھا۔ جس کام کو دوسرے لوگ ہزاروں ہزار سال میں کر سکتے تھے وہ ان کیلئے سورج کے غروب ہونے سے پہلے کر دیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کام ایک ایک گھنٹہ میں کیا، دنیا کے لوگ اسے لاکھوں لاکھ سال میں نہیں کر سکتے۔ ٹمپرنس (TEMPERANCE) سوسائٹیاں سالہا سال سے اس کوشش میں ہیں شراب رک جاوے مگر وہ تو بڑھ رہا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حکم دیا اور تمام عرب میں اسی دن سے شراب گرا دیا گیا۔ اور پھر کبھی وہاں شراب کا استعمال نہ ہوا۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم کرو اور تقویٰ اختیار کرو، اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ سستی غفلت چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل کرے۔ اس کا ہمارے ساتھ تعلق ہو اور محبت ہو۔ جس رستے پر حضرت مسیح موعودؑ ہمیں چلانا چاہتے تھے اس پر ہم چلیں۔ ہمارا کھانا پینا پہننا سب اسی کیلئے ہو اور اس کی رضامندی کے ماتحت ہو اور ہمارا کوئی کام اس کے حکم کے خلاف نہ ہو۔

(الفضل ۱۷۔ جون ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرۃ: ۵۸ تا ۶۰

۲؎ تذکرہ صفحہ ۳۹۷۔ ایڈیشن چہارم

۳؎ تذکرہ صفحہ ۴۰۷۔ ایڈیشن چہارم

۴؎ متی باب ۲۱ آیت ۲۱ (مفہومًا)